بسم الله الرحمان الرحیم

ریاستِ خلافت کے زیر سایہ غذائی تحفظ (Food Security)

تحریر: علی القاضی۔ یمن

ابتدائیہ: غذائی تحفظ کی اصطلاح کا ماخذ

زندہ رہنے اور زندگی کی ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے لیے غذا کا استعمال انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ غذا ممالک کے درمیان کشمکش کے اسباب میں سے ایک ہے۔ اس کی وجہ سے تنازعات اور جنگیں چھڑیں۔ انسان اپنی بقا کے لیے روزانہ کی بنیاد پر غذا کی ایک مخصوص مقدار کا محتاج ہوتا ہے۔ جس کو یومیہ غذا میسر ہو، اور اس کی زندگی پُر امن ہو اور اس کے جسم تندرست و توانا ہو تو گویا وہ ساری دنیا اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کا مالک ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ((من أصبح منكم آمنًا في سربه، معافى في جسده، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا)) "جو کوئی اپنے گھر میں امن سے رہا، اس حال میں کہ اس کا جسم صحیح سلامت ہو اور اس کے پاس یومیہ غذا موجود ہو، ایسے آدمی کے پاس گویا ساری دنیا اکٹھی ہو گئی" (ترمذی)۔

ایک ریاست صرف اسی صورت میں ہی غذائی تحفظ فراہم کرنے کی قابل ہوتی ہے جب وہ زرعی پیداوار کی اتنی مقدار کے حصول کو یقینی بنا سکے جو ریاست کی تمام رعایا کے لیے کافی یا کافی سے زیادہ ہو اور اس کا سہارا دیگر ممالک سے برآمد کی جانے والی غذاؤں پر نہ ہو، کیونکہ رعایا کو غذا کی فراہمی میں کسی ملک کی ناکامی اس کو دوسروں کا محتاج بنا کر رکھ دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسری ریاستیں اس کے نظم و نسق اور نظامِ حکومت میں دخل دینے لگتی ہیں۔

بیسویں صدی کے آغاز میں جب مغربی مفکرین نے دیکھا کہ انسانوں کی تعداد اربوں کے حساب سے بڑھتی جا رہی ہے، تو انہوں نے خبردار کرنا شروع کیا کہ عنقریب دنیا کی بڑھتی آبادی کو غذا کی فراہمی میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ 1968 میں ایک امریکی بیالوجسٹ "پال ارلک" (Paul Erlich) نے، اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "آبادی کا بم" (The Population bomb) میں لکھا: "پوری نسانیت کو کھلانے کی جنگ ختم ہوئی۔۔۔ اس (بیسویں) صدی کی ساتویں دہائی میں دنیا بھوک اور فاقہ کشی کے ہاتھوں لاکھوں انسانوں کی موت کے واقعات کا سامنا کرے گی"۔ اگرچہ اس کی یہ پیشین گوئی جھوٹی ثابت ہوئی، مگر دنیا پر سرمایہ دارانہ نظام کے تسلط کے زیر سایہ غذا کی عدم فراہمی کا مسئلہ بدستور قائم ہے۔ جنگوں، خشک سالی، زلزلوں، آتش فشاؤں کے پھٹنے اور وبائی بیماریوں جیسی قدرتی آفات میں غذا کی فراہمی مزید گھمبیر صورت اختیار کر لیتی ہے، بالخصوص ان ممالک میں جو تیسری دنیا کہلاتے ہیں، جن کے وسائل پر بڑی سرمایہ دار ریاستیں باہمی جنگ و جدال میں مصروف ہیں۔ "تیسری دنیا" کے یہ ممالک بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں، مگر یہ وسائل ان کے لیے ایک بوجھ ہیں، اس کا سبب وہاں کے ایجنٹ حکمران اور ان وسائل پر تسلط کے لیے جاری بڑی ریاستوں کی کشمکش ہے، **یہیں سے انسانوں پر مسلط سرمایہ دارانہ تہذیب کے سائے تلے، "غذائی سیکورٹی" کی اصطلاح چل نکلی۔**

غذائی سیکورٹی کا کیا مطلب ہے؟ اور اس حوالے سے اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟

عام حالات میں بھی لوگوں کو خوراک نہ ملنے کی صورتحال کی سنگینی کسی پر مخفی نہیں ہے۔ آج کی صورتِ حال سے بری صورتِ حال کیا ہو گی۔ آج انسانوں کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والی سرمایہ دارانہ لالچی اور بھوکی تہذیب کے سائے تلے طاقتور کمزور کی غذا کو کھا جاتا ہے، جس کے نتیجے ایسے مسائل اور حالات پیدا ہوتے ہیں جو قحط سالی اور غربت کو جنم دیتے ہیں۔ اس تہذیب نے انسانیت کو ایسے گھمبیر اور لاینحل مسائل اور حالات سے دوچار کر دیا ہے کہ جس نے فاقوں، غربت اور کسمپرسی کو فروغ دیا، مثلاً کہیں معاشی پابندیوں کا حصار لگا کر اور کہیں جنگیں کھڑی کر کے۔ کئی ممالک ایسے ہیں جو پانی اور غذا کی قلت کے باعث زوال کا شکار ہوئے اور کچھ ایسے ممالک بھی ہیں جنہوں نے اپنے وسائل اور دولت کو صرف روٹی کے حصول کے لیے دیگر ممالک کی قدموں میں ڈال دیا۔ یہ ایک خطرناک صورتحال ہے جبکہ انہی حالات میں مزید بڑے خطرات کا نقارہ بجایا جا رہا ہے۔ چنانچہ غذائی تحفظ (فوڈ سیکورٹی) کا مطلب ہے: کسی ریاست کا اپنے لوگوں کو ہر قسم کے عام حالات یا غیر معمولی حالات جیسا کہ جنگ، محاصرہ یا خشک سالی میں پانی اور غذا کی بنیادی ضروریات فراہم کرنا۔

اسلام عالمی غذائی بحران کی پیشین گوئی کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے کہ اس ذات عالی نے کرۂ ارضی کو وسائل سے بھر دیا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ﴾ "اور اس نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کیے جو اُس کے اوپر اُبھرے ہوئے ہیں، اور اس میں برکت ڈال دی اور اُس میں توازن کے ساتھ اس کی غذائیں پیدا کیں۔ سب کچھ چار دن میں، محتاجوں کے لیے یکساں طور پر" (حم السجدۃ: 10)۔ اس لیے غذا وافر مقدار میں موجود ہے، صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ پیداوار کی حوصلہ افزائی کی جائے اور منصفانہ تقسیم کو ممکن بنایا جائے۔ یہ بات بے بنیاد ہے کہ آبادی میں اضافہ، پانی کی قلت اور زرعی زمینوں کی کمی لوگوں کے بھوک سے مر جانے کا سبب ہے۔ یہ بات اس لیے غلط ہے کہ کبھی کم آبادی والے علاقوں میں بھی قحط پڑ جاتا ہے، جبکہ زیادہ آبادی والے علاقے اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ چین کی مثال ہمارے سامنے ہے، وہ کسی سنگین غذائی بحران سے دوچار نہیں، جبکہ اس کی آبادی ایک ارب نفوس سے زیادہ ہے، جبکہ دوسری طرف کم آبادی والے افریقی ممالک ساحلوں پر موجود ہونے کے باوجود وہاں کے باشندے دائمی فاقہ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

باوجود اس کے کہ دنیا میں رہنے والے انسانوں کی آبادی دوسری جنگ عظیم کے بعد دُگنی ہو چکی ہے، مگر اس دوران زراعت کے شعبے میں غذا پیدا کرنے کی صلاحیت میں تین گُنا اضافہ ہوا۔ اسی وجہ سے بعض ماہرین کا خیال ہے کہ زمین 47 ارب لوگوں کو اُس معیار کی غذا فراہم کر سکتی ہے جو امریکہ میں لوگوں کو میسر ہے جو کہ ایک اعلیٰ معیار ہے، جبکہ زمین جاپان کے لوگوں کی خوراک کے معیار کے مطابق 157 ارب انسانوں کو خوراک مہیا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر زرعی زمینوں کو درست طریقے سے استعمال کیا جائے تو دنیا کی حالیہ آبادی کی دس گنا تعداد کو زیادہ سے زیادہ کھپت کے مطابق خوراک دی جا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ دنیا کی موجودہ آبادی 7 ارب سے کچھ زیادہ ہے۔ بعض دیگر ماہرین مذکورہ تمام سے بہت آگے کی بات کرتے ہیں۔ ان کے اندازے کے مطابق زمین ایک لاکھ بتیس ہزار ارب (132000) نفوس کو خوراک مہیا کر سکتی ہے جو ایک خیالی چیز ہی لگتی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کے بڑے سائنسی انقلابات اور چھلانگوں کے باوجود اس کائنات کی گود میں رہائش پذیر انسان نے اب تک اس کی جو طاقت معلوم کی اور اُس سے جو فائدہ اٹھایا ہے، وہ اس کے ایک فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔

اگر غذائی کمی کا مسئلہ پیش آجائے تو اسلام نے اس کا کیا حل دیا ہے؟

خوراک یا غذا کی فراہمی بڑی ذمہ داری ہے۔ ایک مسلمان حکمران نگہبان ہوتا ہے اور وہ اپنی رعایا کی دیکھ بھال کے بارے میں جوابدہ ہوتا ہے۔ دیکھ بھال کی اس ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ لوگوں کو اشیائے خوردنی مہیا کی جائیں تاکہ بھوک کی وجہ سے اموات واقع نہ ہوں، اور مارکیٹ میں وافر مقدار میں غذائی اشیاء میسر ہوں، جس کے نتیجے میں قیمتوں میں استحکام کے ساتھ ساتھ اجارہ داروں کی بیخ کنی بھی ہو خصوصاً اس صورتحال میں جبکہ مٹھی بھر سرمایہ داروں نے عالمی اجارہ داری (Monopoly) قائم کی ہوئی ہے۔ دیکھ بھال کرنے کا یہ بھی تقاضا ہے کہ مسلمانوں کا امام زمانۂ جنگ، قحط اور بڑے حادثات کے لیے پہلے سے تیار اور چوکنا رہے کیونکہ اس قسم کے حالات میں زراعت میں کمی آجاتی ہے اور اشیائے خوردونوش مہیا کرنے کی قوت متاثر ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ انسانی جان کی حفاظت فرض ہے، اس لیے خوراک کی فراہمی بھی فرض ہے، اس کی دلیل یہ شرعی ضابطہ ہے: **ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب "جس چیز کے بغیر ایک واجب امر پورا نہ ہو سکتا ہو تو وہ چیز بھی واجب ہو جاتی ہے"۔**

دین اسلام زراعت پر بھرپور توجہ دیتا ہے، جو بنیادی غذا کے حوالے سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اور صنعت و تجارت اور انسانی محنت کے بشمول معیشت کا بھی اولین ذریعہ ہے، کیونکہ زراعت ہی کے ذریعے ملک کی تمام رعایا کو خوراک مہیا کی جا سکتی ہے۔ پس زراعت کی بنیاد زمین ہے، اور پیداوار اس کی تخلیقی طبیعت کا لازمی جز ہے، جیسے بال اور دانت اُگانا انسان کے پیدائشی مزاج کا حصہ ہے، زرعی زمین کے اندر جڑی بوٹیاں اُگنا زمین کی پیدائشی صفت ہے، خواہ کوئی انسان اس میں کاشت کاری کرے یا نہ کرے۔ مسلم ممالک کی سرزمینیں انواع و اقسام کے عمدہ ترین وسائل اور زرعی ذرائع سے مالامال ہیں۔ یہ وسائل و ذرائع ان ممالک کو اس قابل بناتے ہیں کہ نہ صرف ان ممالک کے باشندے غذائی طور پر خود کفیل ہو سکیں، بلکہ یہ صلاحیت بھی رکھتے ہیں کہ وہ ان غذائی ذرائع سے پوری دنیا پر چھا جائیں۔

اگر ہم عرب ممالک پر نظر ڈالیں گے جو عالم اسلام کا ایک اہم حصہ ہے تو خطۂ عرب کے ممالک میں 32.3 کروڑ لوگ آباد ہیں۔ اس کا رقبہ 1.4 کروڑ مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ آج کل یہ خطہ غذائی خود کفالت کے حصول کے لحاظ سے پریشان کن صورتِ حال سے دوچار ہے، یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کو بیرونی بڑی ریاستوں سے غذائی اشیاء (Foodstuff) درآمد کرنی پڑتی ہیں، اور 2006 تک ان ممالک میں غذائی تعطل (food gap) 21 ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا، جبکہ عرب آرگنائزیشن فار ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کی رپورٹ کے مطابق اس بحران میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، یہ امر ان ممالک کو کفریہ ریاستوں کے زیر تسلط رکھے گا۔ اس قسم کے حالات سیاسی خودکشی کہلاتی ہے کہ طاقت اپنی ہو مگر اس میں مرضی دشمن کی چلے۔

عرب خطے میں قائم ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے خود کفیل نہ ہونے کے اصل وجہ وہاں ذرائع اور دولت کی کمی نہیں ہے کیونکہ ان ریاستوں کے پاس قابلِ کاشت زمینیں، پانی، انسانی وسائل اور مالی ذرائع بکثرت موجود ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ ریاستیں ہر چھوٹی بڑی چیز کے لیے کفریہ ممالک پر انحصار کرتی ہیں، کیونکہ اسلامی ریاست موجود نہیں، اور مسلمانوں کا خلیفہ موجود نہیں جو ہماری دیکھ بھال کرے اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں ہمیں تحفظ فراہم کرے، جو تمام کفریہ ریاستوں سے دستبرداری اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی وفاداری کا ببانگ دُہل اعلان کرے۔

اللہ کے اذن سے جلد قائم ہونے والی خلافت کا خلیفہ ہنگامی بنیادوں پر اپنی رعایا کے تحفظ کے لیے فیصلہ کن اقدامات کرے گا۔ اس تحفظ میں غذائی تحفظ (فوڈ سیکورٹی) بھی شامل ہے تاکہ کافروں کو مسلمانوں پر ایسا کوئی اختیار حاصل نہ رہے جس سے وہ آنے والی اسلامی ریاست کے وسائل، پالیسیوں اور نظام مملکت میں اپنی مرضی چلا سکیں جیسا کہ موجودہ حالت میں ہو رہا ہے، در حقیقت یہ صورتِ حال مسلمانوں کے وجود اور ان کے تحفظ کے لیے سنگین خطرہ ہے۔

1- قابلِ کاشت زرعی زمینیں:

زرعی اراضی غذائی تحفظ کے اہم ترین ذرائع میں سے ایک ہے، جس کے سہارے غذائی خود کفالت کے حصول کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام کاشتکاری اور زرعی زمینوں کی دیکھ بھال کی حوصلہ افزائی کرتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی زرعی پالیسی ایک اہم چیز پر قائم ہے، اور وہ ہے زرعی پیداوار میں اضافہ۔ اس کے لیے دو طریقے استعمال کیے جاتے تھے:

ا- زمین کی پیداوار بڑھانا- پیداوار میں اضافہ کیمیاوی مواد کے استعمال اور کسانوں میں جدید اسالیب کو رواج دے کر، معیاری بیج مہیا کر کے اور غریب کسانوں کو ضروری اخراجات مفت فراہم کر کے کیا جا سکتا ہے، تا کہ یہ کسان ضروری آلات، بیج اور کیمیاوی مواد خرید سکیں۔ اور وہ تمام سہولیات فراہم کی جائیں جو پیداوار میں اضافے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

ب- زرعی میدانوں میں توسیع- یہ مقصد بنجر زمینوں کو آباد کرنے اور ان پر باڑ لگا کر ان کی ملکیت حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((من احیا ارضا میتة فهی له))** "جو کسی بنجر زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ملکیت ہے" (بخاری، ابوداؤد، احمد، موطا)۔ ریاست ایسے افراد کو جن کے پاس کوئی زمین نہ ہو یا وہ تھوڑی سی زمین کے مالک ہوں اور کھیتی باڑی کر سکتے ہوں، زرعی قطعات دیتی ہے، اور جو اپنی زمین کو تین سال بغیر کاشت کے چھوڑے رکھے اس سے وہ زمین جبراً واپس لے لیتی ہے۔

اس کی ایک مثال: رسول اللہ ﷺ نے بلال المزنیؓ کو سمندر اور الصخر کے درمیانی زمینیں دی تھیں۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سیرتِ خلفائے راشدین میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ لہٰذا ان دو طریقوں سے زرعی پیداوار میں اضافہ ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

چار چیزوں کا بڑھایا جانا ضروری ہے:

1۔ غذائی مواد میں اضافہ، تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کھلایا جا سکے، اور ان کو قحط کے خطرے سے محفوظ کیا جا سکے، نیز ہنگامی حالات (ایمرجنسی) کے لیے بطورِ ذخیرہ رکھا جا سکے۔

2۔ کپڑا بُننے کے لیے لازمی خام مواد کی پیداوار میں اضافہ، جیسے کپاس، ریشم اور اُون۔ یہ وہ ضروری اشیاء ہیں جن کے بغیر چارۂ کار نہیں۔

3۔ ان مواد میں اضافہ جن کی بیرونی دنیا میں مارکیٹ ہو، خواہ غذائی مواد ہوں یا دیگر زرعی پیداواری اشیاء، مثلاً غلہ یا کپڑے کی مصنوعات۔

4۔ اہم اور ضروری مواد کی درآمد پر سے رکاوٹوں کو ہٹانا تا کہ ان میں اضافہ اور ان کی رسد کو آسان بنایا جا سکے۔ حضرت عمرؓ کا عمل یہی تھا جیسا کہ ابو عبید نے بیان کیا ہے: "عمر رضی اللہ عنہ نبطین والوں سے تیل اور گندم کا آدھا عشر لیتے تھے تا کہ مدینہ میں اس کی رسد کو بڑھایا جائے، مکمل عشر کی جگہ آدھا عشر لینے کا مقصد یہ تھا کہ تیل اور گندم مدینہ میں زیادہ لایا جائے اور کپڑے پر پورا عشر لیتے تھے"۔

الجزیرہ چینل نے 23 اپریل 2014 کو ایک رپورٹ میں کہا: عرب خطے میں قابل کاشت زمین کا رقبہ 197 ملین ہیکٹر تک ہے اور اس وقت صرف 80 ملین ہیکٹر کاشت کیا جاتا ہے جو مجموعی رقبے کا 40 فیصد ہے۔ اس میں موسمی فصلوں کی پیداوار 23 فیصد اور دائمی فصلوں کا حصہ 4.9 فیصد ہے۔ کھیتی باڑی کا کام کرنے والے افراد اس خطے کی مجموعی لیبر فورس کے 23 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں اور دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے باعث یہ تعداد مسلسل کم ہوتی جا رہی ہے۔ عرب سرزمین ساحلِ سمندر پر واقع ہے، یہ سمندر مچھلیوں سے مالا مال ہیں جس کی وجہ سے انہیں غذائی سیکیورٹی حاصل ہوتی ہے۔

زراعت کے لیے جس طرح زرعی زمینوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح کچھ اور ذرائع بھی ضروری ہوتے ہیں تا کہ زرعی عمل کو مکمل کیا جا سکے اور اس کی پیداوار کو بڑھایا جا سکے۔

2۔ پانی کے وسائل:

پانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے بنیادی عناصر میں سے ایک عنصر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ** ﴾ "ہم نے ہر ذی روح کو پانی سے پیدا کیا ہے" (الانبیا: 30)۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، **((الناس شركاء في ثلاث: الماء والكلأ والنار))** "لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ (توانائی)"۔ اس بنا پر غذائی تحفظ کے ساتھ پانی کا حتمی تعلق ہے، چنانچہ فوڈ سیکیورٹی تبھی پائی جائے گی جب واٹر سیکیورٹی میسر ہو گی، کیونکہ زراعت صرف پانی کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانی ریاستوں کے درمیان جنگیں بھڑکنے اور تنازعات پھوٹنے کے اسباب میں سے ایک ہے۔ الحمد للہ اسلامی سرزمین پانی کے بڑے ذخائر سے گھری ہوئی اور انتہائی اہم تزویراتی (اسٹریٹجک) آبی گزرگاہوں پر واقع ہے اور ان پانیوں کی کوئی حد نہیں۔ ہماری سرزمینوں میں دریائے نیل اور دجلہ و فرات جیسے دنیا کے مشہور دریا بہتے ہیں۔ صرف یہی دریا 150 ارب کیوبک میٹر سے زائد پانی فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیر زمین پانیوں کے ذخائر بھی پائے جاتے ہیں جن کا اندازہ 7734 ارب کیوبک میٹر لگایا گیا ہے۔

مسلمانوں کے پاس پانی کے متعدد ذرائع موجود ہیں جو کرۂ ارض کے تمام باشندوں کے لیے کافی ہیں۔ پانی کے یہ وسائل قابل کاشت زمینوں کی کاشتکاری اور بنجر زمینوں کو قابل زراعت بنانے اور انہیں آباد کرنے کو ممکن بناتے ہیں۔ ریاست کا کام صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہ رعایا کو پانی کے بہتر استعمال سے روشناس کرانے کے لیے ٹھوس اقدامات کرے، اس حوالے سے ان کی رہنمائی کرے اور پانی ضائع کرنے اور بے جا خرچ کرنے سے انہیں روکے۔ ریاست ڈیم بنانے اور اس کے لیے مصنوعی فوارے (Artesian well) کھدوانے پر کام کرے، جو کہ ایک ضروری امر ہے۔

3۔ انسانی ذرائع:

زمینوں کی بحالی واصلاح، کاشتکاری اور ان کی آبادی کے لیے صرف پانی ہی ضروری نہیں، بلکہ اس میں انسانی محنت وکوشش کی بھی حاجت ہوتی ہے، یعنی کاشتکاروں اور کسانوں کو یہ کام کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے پاس یہ ذرائع بھی بکثرت موجود ہیں۔ عرب خطے میں 48 ملین افراد زراعت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ اس طرح اگر کام کاج کے قابل غریب لوگوں کو کام پر لگایا جائے تو بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہے، ریاست بنجر زمینیں ان غریبوں میں تقسیم کرے اور یہ لوگ ان کو آباد کریں گے اور اس میں کاشتکاری کریں گے۔

4۔ مالی ذرائع:

بلاشبہ زمینوں کی کاشت، بحالی اور آبادکاری کے لیے کثیر مال کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ بھی ہمارے پاس وافر مقدار میں موجود ہے۔ ان میں سرفہرست تیل کی دولت ہے۔ مثلاً الوعی میگزین کے شمارہ نمبر 233 میں ایک مضمون میں بیان کیا گیا: "دستاویزی فلم "فارن ہائٹ 11" میں دکھایا گیا ہے کہ امریکہ نے صرف سعودی تیل سے جو فائدہ اُٹھایا ہے اس کی قیمت 86 ٹریلین ڈالر ہے، جس کا مطلب ہے کہ اگر اس دولت کو دنیا کے تمام مسلمانوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کے ہر بوڑھے بچے اور مرد و عورت کے حصے میں تقریباً 66 ہزار ڈالر آئیں گے، جبکہ امریکہ اُمت کو محروم رکھ کر خود ان اموال سے فائدہ اُٹھاتا ہے"۔ گیس اور معدنیات کے خزانے اس کے علاوہ ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ مسلم ممالک میں سے گزرنے والے موجود اسٹریٹجک راستوں سے زبردست فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ زرعی زمینوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے جدید سائنسی وسائل اور اسالیب کو بروئے کار لایا جائے، اور زرعی پیداوار میں بنیادی اور ضروری مواد کی پیداوار پر اصل توجہ دی جائے، جیسے گندم، نباتاتی تیل، گوشت، دودھ اور اس سے بنی ہوئی اشیاء، مچھلی اور انڈے وغیرہ۔ ان غذاؤں کو کئی سالوں تک ذخیرہ کیا جاسکتا ہے، گندم کو خوشوں میں چھوڑ کر یا دانہ کی شکل میں، کھجور، انجیر اور انگور کو خشک کرکے اور تیل، خشک گوشت یا ٹین کے ڈبوں میں پیک کرکے، اسی طرح خشک دودھ اور انڈوں کا پاؤڈر وغیرہ۔ اور بالخصوص جن غذاؤں کا ذکر کتاب وسنت میں آیا ہے، ان کو ترجیحی بنیادوں پر محفوظ کیا جائے۔

یہ بحث غذا کو ذخیرہ کرکے رکھنے میں ریاست کے کردار کے حوالے سے تھی۔ جہاں تک افراد کا تعلق ہے تو ان کو طویل زمانہ تک ذخیرہ کی جانے والی غذائی مواد گندم، تیل یا ڈرائی فروٹ اور مِلک پاوڈر گھروں میں محفوظ کرکے رکھنے کے حوالے سے ترغیب وتحریص دلائی جائے گی۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے، آپؓ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **((لا يجوع أهل بيت عندهم التمر))** "جن گھر والوں کے پاس کھجور ہو وہ بھوکے نہیں ہوں گے" اور آپ ﷺ فرمایا: **((يا عائشة، بيت لا تمر فيه جياع أهله، أو جاع أهله))** "اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو، وہ بھوکے ہوں گے"۔ اور یہ ثابت ہے کہ مسلمان رسول ﷺ کے زمانہ میں کھجور جمع کرکے رکھ لیا کرتے تھے۔ العریہ کی فروخت کی اباحت اور جواز اس کی دلیل ہے (اس معاملے میں کھجور کے درخت پر موجود پھل کو اتاری ہوئی کھجور کے بدلے فروخت کیا جاتا ہے)، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **((كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحي فوق ثلاث، لِيَتَّسِعَ ذو الطَّوْلِ على من لا طَوْلَ له، فكلوا ما بدا لكم، وأطعموا، وادخروا))** "میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ تک قربانی کا گوشت جمع رکھنے سے منع کیا تھا تاکہ صاحبِ استطاعت، نادار اور فقیر لوگوں پر کھل کر صدقہ کریں، اب جیسے چاہو خود بھی کھاؤ اور اکٹھا بھی کرو" اور آپ ﷺ نے فرمایا: **((رحم الله امرأ اكتسب طيبًا، وأنفق قصدًا، وقدم فضلًا ليوم فقره وحاجته))** "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو پاکیزہ مال کمائے اور اس میں سے میانہ روی کے ساتھ خرچ کرے، اور حاجت وضرورت مندی کے دنوں کے لیے بچت کرکے رکھ لے"۔

غذائی مواد ذخیرہ کرنے کے چند اصول وضوابط ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے:

اَ) غذا کو ذخیرہ کرنے سے اجارہ داری جنم نہ لے کہ سامان کو بازار سے غائب کردیا جائے، جس کے نتیجے میں مہنگائی پیدا ہو جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **كل محتكر خاطِئ** "ہر ذخیرہ اندوز گناہگار ہے"۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: **من دخل في شيء من أسعار المسلمين ليغليه عليهم، فإن حقًا على الله أن يقعده بعُظم من النار يوم القيامة** "جو کوئی مسلمانوں کے لیے چیزیں مہنگی کردینے کے مقصد سے قیمتوں میں مداخلت کرے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے تئیں یہ لازم کرلیا ہے کہ اس کو قیامت کے دن آگ کے بڑے حصے پر بٹھائے گا"۔

ب) جو کچھ ذخیرہ رکھا جائے، عام آدمی کو اس کی ضرورت نہ ہو، چنانچہ لوگ بھوکے ہوں، تو کھانے کے سامان کو ذخیرہ نہیں کرنے دیا جائے گا، لہٰذا ذخیرہ اندوزی کا عمل فاضل پیداوار میں سے کیا جائے۔ خیثمہؒ روایت کرتے ہیں: ہم عبد اللہ بن عمروؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ انکے پاس ان کا قہرمان (خزانچی) آیا، آپؓ نے قہرمان سے کہا: تم نے غلاموں کو کھانا دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا، جاؤ ان کو کھانا دیدو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ، **كفى بالمرء إثمًا أن يحبس عمن يملك قوته** "آدمی کے گناہگار ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ کسی ایسے انسان سے کھانا روکے جس کے کھانے کا وہ ذمہ دار ہو"۔

مزید یہ کہ بنیادی طور پر مسلمان جب کھانا کھائے تو کم کھائے، کیونکہ مسلمان جینے کے لیے کھاتا ہے نہ کہ کھانے کے لیے جیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((الكافر يأكل في سبعة أمعاء، والمسلم يأكل في معي واحد))** "کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت سے کھاتا ہے" (مسلم)۔ اس حدیث کا مطلب مسلمانوں کو کم کھانے کی ترغیب دینا ہے۔ زیادہ کھانا کفار کے اوصاف میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ہے: ﴿**وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَتَمَتَّعُونَ**

﴿وَيَأۡكُلُونَ كَمَا تَأۡكُلُ ٱلۡأَنۡعَٰمُ﴾ "اور جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ یہاں تو مزے اُڑا رہے ہیں اور اس طرح کھا رہے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں" (محمد 47:12)۔ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ((**طعام الواحد يكفي الاثنين، وطعام الاثنين يكفي الأربعة, وطعام الأربعة يكفي الثمانية**)) "ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے اور دو کا کھانا چار کے لیے اور چار کا کھانا آٹھ لوگوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے" (متفق علیہ)۔

اسی طرح مقدار اور معیار کے حوالے سے کھانے کی منصفانہ تقسیم کے دلائل:

1۔ وہ احکام جو امیروں کے درمیان دولت کی گردش کو منع کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ ٱلۡأَغۡنِيَآءِ مِنكُمۡۚ﴾ "تاکہ (مال) تم میں سے صرف دولتمندوں کے درمیان گردش کرتا نہ رہ جائے" (الحشر 59:7)۔

2۔ مسلمانوں پر ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے کی فرضیت: آنحضرت ﷺ کے اس قول مبارک کی رو سے کہ ((**ما آمن بي من بات شبعان وجاره جائع إلى جنبه، وهو يعلم به**)) "مجھ پر اس شخص کا ایمان نہیں جو خود تو سیر ہو کر رات گزارے جبکہ اس کے ساتھ والا پڑوسی بھوکا سوئے جبکہ اسے اس کی حالت کا علم ہو"۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا، (("**أيما أهل عرصة أصبح فيهم امرؤ جائع فقد برئت منهم ذمة الله**")) "کسی بستی والوں میں سے کوئی شخص بھوکا سو جائے تو اللہ ان بستی والوں سے بری الذمہ ہے"۔

جہاں تک اسلامی علاقوں پر قائم ضرر رساں ریاستوں کا تعلق ہے، جو آج کے دور میں مسلمانوں کے لیے ایک آزمائش ہیں، ان کے نزدیک غذا کی فراہمی کا مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، کیونکہ ان کے ہاں خود انسان کی کوئی قیمت نہیں۔ مثلاً سوڈان کے باشندے بھوک میں مبتلا ہیں، جبکہ جتنا دودھ زمین پر گرا کر ضائع کر دیا جاتا ہے اس کا اندازہ 700 ملین ڈالر سالانہ لگایا گیا ہے (16/6/2018 کی الجزیرہ چینل کی رپورٹ)۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک ایسا ملک جہاں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ برائے خوراک وزراعت کی سال 1998 کی رپورٹ کے مطابق 35 ملین گائے موجود ہوں، اور جہاں 126 ملین حیوانی وسائل موجود ہوں، مگر ان وسائل کا نہ تو سوڈان والوں کی خوراک پر کوئی اثر دکھائی دیتا ہے، نہ ہی گوشت، دودھ یا دودھ کے مصنوعات برآمد کرنے میں ان وسائل کا کوئی کردار نظر آتا ہے۔

44 سال سے زائد عرصے یعنی 1974 سے قائم 'تنظیم برائے خوراک وزراعت' FAO (اقوامِ متحدہ کا ذیلی ادارہ برائے خوراک وزراعت، جسے 1945 میں کینیڈا میں قائم کیا گیا اور اس کا ہیڈ کوارٹر اٹلی میں ہے) نے سوڈان، کینیڈا اور آسٹریلیا کو عالمی فوڈ باسکٹ کی حیثیت سے نامزد کیا تھا، کیونکہ سوڈان کے پاس دنیا کی 200 ملین ایکڑ زرخیز اراضی، نہروں، بارشوں اور زیرِ زمین پانی کی کثیر دولت موجود ہے۔ مگر بدترین سیاست اور نظام حکومت کی وجہ سے سوڈان کی غذائی درآمدات جو 1990 میں 72 ملین ڈالر تھی بڑھ کر اب ایک ارب ڈالر کی سطح تک پہنچ گئیں ہیں۔ کینیڈا اور آسٹریلیا سب سے زیادہ گندم برآمد کرنے والے ممالک میں سے ہیں، مگر سوڈان سب سے زیادہ گندم درآمد کرنے والے ممالک میں سے ہے اور 2.2 ملین ٹن سالانہ گندم درآمد کرتا ہے۔

آخری بات، سب جانتے ہیں کہ جس کے پاس غذا نہیں، اسے استحکام حاصل نہیں ہوتا۔ ہم نے باقی مسلم ممالک کو چھوڑ کر صرف عرب خطے میں پائے جانے والے وسائل اور دولت کو سامنے رکھا، جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ مستقبل قریب میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست نہ صرف اس قابل ہو گی کہ وہ اپنی رعایا کو مکمل غذائی تحفظ فراہم کر سکے، بلکہ وہ بین الاقوامی سطح پر ایک بااثر عالمی زرعی ریاست بن سکے گی۔

البتہ یہ نکتہ اہم ہے کہ زرعی دولت، جس کے بل بوتے پر ہی غذائی سیکورٹی حاصل کی جاتی ہے، صنعتی دولت سے حتمی تعلق رکھتی ہے، جس کی اہمیت زرعی دولت سے کم نہیں، بلکہ یہی وہ بنیاد ہے جس پر اقوام ترقی اور مقابلہ کے میدان میں انحصار کرتی ہیں۔ پس اسلام کی صنعتی پالیسی ایک ہی طریقہ پر استوار ہے، اور وہ ہے عسکری و تمدنی آلات، مشنری اور ان کے تمام تر لوازمات اور سپیئر پارٹس کی تیاری۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پھر کفریہ ریاستوں کے ہاتھوں میں ریاستِ خلافت کی پالیسیوں اور امورِ حکمرانی میں اپنی مرضی چلانے کے مواقع نہیں رہیں گے۔

اسلامی ریاست کے سائے تلے اس زرعی اور صنعتی پالیسی پر گامزن ہو کر ہم غذائی و صنعتی سیکورٹی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی وہ پالیسی ہے جو ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم استعمار اور استعماری ریاستوں کو اپنے امور میں مداخلت اور مرضی چلانے سے روک سکیں۔ نتیجتاً شریعت کے احکامات نافذ کرنے کے بعد ریاست اپنی دوسری ذمہ داری پر توجہ مرکوز کر سکے گی، یعنی دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچانے پر، جس کے لیے وہ اپنے آپ کو اقتصادی و عسکری طور پر تیار کرے گی، یوں اس کے لیے ممکن ہو گا کہ وہ مسلسل جہاد کی حالت میں رہ سکے۔

پس مسئلے کا حل اسلام کے نفاذ اور کارزارِ حیات میں اسلام کو واپس لوٹانے میں پوشیدہ ہے۔ مسئلے کا حل ایک خلیفہ کو مقرر کرنے میں ہے جو شریعتِ الٰہی کے ذریعے ہم پر حکومت و سیاست کی باگ ڈور سنبھالے گا اور زمینوں سے متعلق اسلامی احکامات کو نافذ کرے گا، اور کثیر پیداوار کو امت کے مفاد میں بہترین انداز میں خرچ کرے گا، اور امت کی زرعی، حیوانی اور صنعتی پیداوار میں اضافہ کر کے امت کو اقوام کی دست نگری سے نجات دلائے گا، بلکہ دیگر اقوام اس کی دستِ نگر ہوں گی۔ اور خلافت کے قیام اور تسلسل سے ان شاء اللہ "فوڈ سیکورٹی" کی اصطلاح دم توڑ جائے گی۔ خلافت کی بقاء اور دوام سے پوری دنیا میں بھلائی رائج ہو گی، اے اللہ! اپنی مدد و نصرت سے ہمیں جلدی سرفراز فرما۔